مجاہدوں پر دہشت گردی اور خودکشی کے الزامات لگانے والوں کو سخت مطعون ٹھہرایا ہے۔ علامہ موصوف نے مخالفین کی طرف سے پیش کی جانے والی آیت کریمہ **ولاتلقوا بأيديكم الى التهلكة (البقرة:١٩٥)** سے مفصل بحث کرتے ہوئے اس کا صحیح مفہوم متعین کیا ہے کہ ''جہاد سے جی چرانا اور دنیاوی مال ومنال میں پھنس کر شرعی واجبات سے پہلوتہی کرنا دراصل ہلاکت کو دعوت دینا ہے جس سے قرآن نے سختی سے منع کیا ہے''۔ وہ آخر میں اس پوری بحث کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''یہ جانبازانہ اور شہیدانہ مساعی سوچ سمجھ کر اور ان کے مثبت ومنفی پہلوؤں کا موازنہ کرنے کے بعد انجام دی جائیں تو بہتر ہے بلکہ احسن یہ ہے کہ قابل اعتماد اور ثقہ مسلمانوں کی اجتماعی سوچ بچار کے بعد جب پیش قدمی میں خیر کا عنصر غالب نظر آئے تو نوجوان اللہ پر توکل کرتے ہوئے اقدام کریں''۔ ندوی، مسعود الرحمٰن خاں، حوالہ بالا، ص ٢٩-٣٠

٣٦۔ سید رشید رضا مصری نے آیت زیر بحث کی تشریح کرتے ہوئے صراحت کی ہے کہ إرهـاب کی یہ کاروائی قیام امن اور جنگ بندی کو استحکام ودوام عطا کرنے کے لیے ہے نہ کہ جنگ کے حالات پیدا کرنے کے لیے **(دليل على تفضيل جعله سببا لمنع الحرب على جعله سببا لايقاد نارها)** تفسیر المنار ١٠/٦٦

٣٧۔ تفصیل کے لیے دیکھیے محی الدین غازی فلاحی، ارہاب ایک شرعی اصطلاح، تحقیقات اسلامی، ج ٢٢، شمارہ ٣، ص ٤٦-٦١

٣٨۔ نیوز ویک ڈاؤس اڈیشن، دسمبر ٢٠٠١ء۔ اس تہذیبی تصادم کے اسلامی تناظر کے لیے دیکھیے، علی عزت بیگوچ، اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش، اردو ترجمہ، محمد ایوب منیر، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ١٩٩٤ء صفحات ٣٦٧۔

٣٩۔ حسن سرور، دی ہندو، جولائی ١٩، ٢٠٠٥ء کا مقالہ بر صفحہ ١٠،

Lessons for Muslims from London Bombings.

☆

ہندوستان کے چھ نمائندہ مدارس میں تدریس قرآن
ایک تجزیاتی مطالعہ

اشہد رفیق ندوی

ہندوستان میں دینی مدارس کا قیام یہاں کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ اور شعائر واقدار کے تحفظ کی غرض سے عمل میں آیا ہے، اسی لیے انہیں تحفظ دین کے قلعے کہا جاتا ہے۔ ان مدارس کی تاسیس کی ابتداء انیسویں صدی میں ہوگئی تھی مگر ان کا عنفوان شباب بیسویں صدی ہے۔

بیسویں صدی میں قرآنی علوم کا ارتقاء زیرِ بحث ہو اور اس ضمن میں مدارس اسلامیہ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہ جائے گی۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں قرآنی علوم کے حوالہ سے جن خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے بالعموم وہ مدارس یا مدارس کے فیض یافتہ افراد کے ذریعہ ہی انجام پذیر ہوئی ہیں۔

بیسویں صدی تعلیمی انقلاب کی صدی ہے، اس میں تعلیم وتدریس کے میدان میں طرح طرح کے تجربات ہوئے، کئی نئے نظام تعلیم برپا ہوئے اور طریقہ تدریس کے میدان میں بھی متعدد نئے طریقے آزمائے گئے۔ دینی مدارس کا نظام ونصاب بھی اس کا ایک حصہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موقع پر یہ جائزہ لیا جائے کہ اس تعلیمی انقلاب کے تناظر میں دینی مدارس کے نظام ونصاب میں بالخصوص قرآن مجید کا جو تمام علوم کا سرچشمہ ہے، کیا مرتبہ ومقام متعین ہوتا ہے اور اس کی تدریس کو کس حد تک اہمیت دی گئی ہے۔ نیز اس کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مدرسہ نے اپنے قیام کا مقصد اولین قرآن وسنت

کی گہری تعلیم بتایا ہے اور اپنے تعارفی لٹریچر میں اس کا نہایت بلند آہنگ میں تذکرہ بھی کیا ہے مگر اس سلسلے میں بنیادی سوال یہ اٹھتا ہے کہ نصاب کی تدوین وتشکیل کے وقت اسے کس حد تک ملحوظ رکھا جاسکا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ حقیقی صورت حال سامنے آئے گی بلکہ مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے میں بھی اس سے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

ہندوستان میں دینی مدارس کی تعداد ہزاروں میں ہے، یہاں ان سب کا تجزیہ کرنا ممکن نہیں، اس لیے فکر ومزاج، مقصد ومنہاج اور مسلک ومشرب کے لحاظ سے چھ مدارس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مدارس چھ الگ الگ نقطہ ہائے نظر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان نمائندہ مدارس کے تجزیہ سے دیگر مدارس کی صورتِ حال کو بھی کسی قدر محسوس کیا جاسکے گا۔ منتخب مدارس کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) دار العلوم، دیوبند　　(۲) ندوۃ العلماء، لکھنؤ
(۳) مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر　　(۴) جامعۃ الفلاح، بلریا گنج
(۵) جامعہ اشرفیہ، مبارک پور　　(۶) جامعہ سلفیہ، بنارس

تدریس قرآن کا مفہوم:

تجزیہ شروع کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ 'تدریس قرآن' سے کیا مراد ہے؟ کیوں کہ قرآن مجید علوم ومعانی کا بحر ذخار ہے۔ مدرسہ کے محدود نصاب اور مختصر اوقات میں اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں، تاہم ایک عالم دین تیار کرنے کے لیے کم از کم جن پہلوؤں سے تدریس ضروری ہے، ان کا تعین ناگزیر ہے۔ قرآن وحدیث کی تصریحات پر غور کیا جائے تو تعلیم قرآن کے ضمن میں تین پہلوؤں سے تعلیم کی بڑی تاکید ملتی ہے۔

(۱) ترتیل　　(۲) تحفیظ　　(۳) تفہیم

(۱) ترتیل: ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کا حکم واضح طور پر قرآن مجید میں وارد ہوا ہے، ورتل القرآن ترتیلا (المزمل : ۴) (اور قرآن کی تلاوت ترتیل کے ساتھ کرو)

اس لیے ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کا سلیقہ سکھانا تعلیم قرآن کا پہلا زینہ ہونا چاہیے، ترتیل وتجوید سے عدم واقفیت کی وجہ سے بعض الفاظ وآیات کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔اس لیے تعلیم قرآن کے ضمن میں ترتیل وتجوید کا اہتمام ناگزیر ہے۔

(۲) تحفیظ: نمازوں میں تلاوت، احکام کے استنباط اور روز مرہ کی زندگی میں عمومی رہنمائی کے لیے عالم دین کو قرآن مجید کے خاطر خواہ اجزاء کا ازبر ہونا عین مطلوب ہے۔ آیات قرآنی **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون** (الحجر: ۹) (یہ یاددہانی ہم نے ہی اتاری ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں) اور **انا علینا جمعه وقرآنه** (القیامہ:۱۷) (بے شک ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اس کو سنانا) کا تقاضا بھی یہی ہے، رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بے شمار مواقع پر اس کی ترغیب فرمائی ہے۔ اس لیے بجا طور پر تعلیم قرآن کے ضمن میں کسی قدر تحفیظ قرآن کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

(۳) تفہیم: قرآن مجید کے الفاظ ومعانی سے آگاہی اور قرآنی احکام وتعلیمات کا ادراک بندہ کی بنیادی ضرورت ہے۔ جو لوگ معانی ومطالب کی جانب توجہ نہیں کرتے، ان کے بارے میں قرآن مجید نے کہا ہے **افلا یتدبرون القرآن، ام علی قلوب اقفالها** (محمد:۲۴) (کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں) اور رسول اکرم ﷺ نے سب سے بہتر انسان اسے قرار دیا ہے جو قرآن مجید کی تعلیم وتعلم میں مشغول ہو۔

تفہیم قرآن تعلیم قرآن کا سب سے مشکل اور اہم مرحلہ ہے۔قرآنی مدلولات تک رسائی کے لیے بے شمار معاون وسائل وذرائع سے استفادہ کی ضرورت ہوتی ہے، مشکل الفاظ کے حل کے لیے کتب لغات، نحوی وصرفی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لیے کتب قواعد، احکام ومسائل کی تعیین کے لیے حدیث وفقہ، فنی محاسن کو سمجھنے کے لیے اعجاز القرآن اور باعتبار مجموعی تمام قرآنی مضامین تک رسائی کے لیے کتب تفسیر کی جانب رجوع کرنا ضروری ہوتا ہے۔اس کے بغیر تعلیم قرآن کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔تفہیم قرآن کے ضمن میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ قرآن مجید کی تفہیم مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر

کرائی جائے اور اس میں ان تعلیمات کو بالخصوص اجاگر کیا جائے جو معاصر چیلنجز کا جواب فراہم کرتی ہیں۔

آئندہ سطور میں مذکورہ مدارس کے نصاب تعلیم کا اس اعتبار سے تجزیہ کیا جائے گا کہ ان میں قرآن مجید کی تعلیم وتدریس کن پہلوؤں سے ہورہی ہے اور کس حد تک ہورہی ہے، اس کے لیے کتنا وقت مخصوص کیا گیا ہے، نیز بیسویں صدی میں تعلیمی نظام میں جو انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں، ان سے یہ کتنا ہم آہنگ ہے اور اس کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے۔

نصاب ایک نظر میں:

مدارس کے نصاب تعلیم کی ہیئت اور ان میں تدریس قرآن کے حوالہ سے جو مواد شامل کیا گیا ہے، جس طرح شامل کیا گیا ہے اور اس کے لیے جو وقت مخصوص کیا گیا ہے اس کی پوری صورت حال اس چارٹ سے ایک نظر میں سامنے آجاتی ہے۔

ادارہ کا نام	مراحل تعلیم	مدت تعلیم	یومیہ گھنٹیاں	پوری تعلیمی مدت کے کل پیریڈ تعلیمی ایام ۲۰۰ سالانہ	قرآن مجید کے لیے مخصوص یومیہ پیریڈ	پوری مدت میں تعلیم قرآن کا اوسط	مضامین ومواد
دارالعلوم دیوبند	درجات عربیہ (فضیلت)	۸ سال	۶	۹۶۰۰	عربی اول ۱ دوم ۱ سوم ۱ چہارم ۱ پنجم ۱ ششم ۲	۱۴۰۰ ۱۴.۵۸٪	اول: تجوید، دوم: تجوید، سوم: ترجمہ و حل لغات نحو وصرف، چہارم وپنجم:: ترجمہ، ششم: جلالین، ہفتم وہشتم: خالی فراغت کے بعد جو طلبہ تکمیل تفسیر میں داخلہ لیتے ہیں، ان کا یک سالہ علیحدہ نصاب ہے جس میں تفسیر ابن کثیر اور بیضاوی کے منتخب اجزاء اور اصول تفسیر میں مناہل العرفان کا درس ہوتا ہے۔ حفظ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ	درجات ثانوی درجات عالیہ درجات علیا مجموعی	۵ سال ۴ سال ۲ سال ۱۱ سال	۷	۱۵۴۰۰	ششم: ۱، ہفتم: ۱/۲، ہشتم: ۱/۲، نہم: x، دہم: x، عالیہ اولی: ۱ ثانیہ: ۱، ثالثہ: ۱/۴ ۴ رابعہ: ۱/۴ ۴	۱۳۰۰ / ۸.۴۴٪	ششم: حدر کی مشق، حفظ ہفتم: تجوید مع ضروری قواعد، ہشتم: تجوید، نہم: x، دہم: x، عالیہ اولی: الاعراف، یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، الحجر، النمل، مریم، طٰہٰ، الانبیاء، القصص، العنکبوت، الشعراء، النحل، مستوی التفسیر، جلالین ومدارک، عالیہ ثانیہ: سورۃ الکہف، المومنون، الفرقان، الروم تا الحجرات المراجع: تفسیر ابی السعود، عالیہ ثالثہ: المائدہ، الانعام، الانفال، التوبہ، الاسراء، الحج، سورہ ق تا والناس، مراجع: فتح القدیر والتفسیر المظہری، الفوز الکبیر، عالیہ رابعہ: الفاتحہ تا النساء، مراجع ابن کثیر، الکشاف، روح المعانی، احکام القرآن للرازی و ابن العربی- بیضاوی سے ربع جز اول۔ علیا اولی وثانیہ: میں قرآن وتفسیر قرآن صرف وہ طالب علم پڑھتا ہے جس کا مادہ اختصاص تفسیر ہو، اس کے لیے ڈیڑھ پیریڈ روزانہ مخصوص ہیں۔
مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ	فضیلت	۸ سال	۸	۱۲۸۰۰	اول: x، دوم: x، سوم x، چہارم: ۱، پنجم: ۲، ششم: ۲، ہفتم: ۲، ہشتم: ۲	۱۸۰۰ / ۱۴.۰۶٪	چہارم: الحدید تا والناس، پنجم: السبا تا الواقعہ، ششم: الاسراء تا الاحزاب، ہفتم: الانعام تا النحل نیز مفردات القرآن ہشتم: الفاتحہ تا المائدہ نیز اسالیب القرآن، مدرسۃ الاصلاح کے نصاب میں مرجع کے طور پر کوئی تفسیر Recommend نہیں کی گئی البتہ حضرات اساتذہ کرام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ متعلقہ مراجع سے رجوع کر کے عالمانہ ومحققانہ درس دیں گے۔ نیز طلبہ عزیز اسی نہج پر تیاری کریں گے۔ تجوید کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں ہے۔ محترم قاری صاحب فارغ اوقات میں مشق کراتے ہیں۔ نصاب میں حفظ قرآن کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

جامعۃ الفلاح ،بلریا گنج ،اعظم گڑھ	ثانوی متوسط عالمیت فضیلت	۳ سال ۳ سال ۲ سال ۳ سال ۱۱ سال	۸	۱۷۶۰۰	ششم ہفتم ،ہشتم عربی اول ودوم × سوم: ۱ چہارم ۱ ۱/۲ پنجم ۱ ۱/۲ ششم ۱ ہفتم ۱ ۱/۲ ہشتم ۱ ۱/۲	۱۴۰۰ ۷.۹۵%	سوم : سورۃ الحدید تا والناس مع حفظ سورۃ الصف والجمعہ والمنافقون ،المزمل ،المدثر ، القیامہ ،الدھر ،اصول تفسیر: مقدمہ ابن تیمیہ ،پنجم : مریم تا الاحزاب نیز حفظ مریم، لیس، السجدہ، اصول تفسیر :مقدمہ نظام القرآن للفراہی۔ ششم: یونس تا الکہف مع حفظ سورہ یوسف و ابراھیم ،ہفتم :المائدۃ تا التوبہ ،مع حفظ التوبہ ،ہشتم :الفاتحہ تا النساء مع حفظ الجزء الاول ۔فضیلت میں جن طلبہ کا خصوصی مضمون تفسیر وعلوم القرآن ہوتا ہے وہ تین گھنٹہ یومیہ کے لحاظ سے الگ سے تفسیر وعلوم القرآن پڑھتے ہیں ،اوران کے لیے تفسیر ،اصول تفسیر ،علوم قرآن ،مناہج تفسیر ، احکام القرآن، اعجاز القرآن ، غریب القرآن ،تاریخ القرآن وغیرہ مضامین پر ایک جامع نصاب ترتیب دیا گیا ہے۔
دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ	ثانویہ عالیہ علیا	۵ سال ۴ سال ۲ سال ۱۱ سال	۸	۱۷۲۰۰	ثانویہ × عالیہ اولی ۶ ،ثانیہ ۶ ثالثہ ۷ رابعہ ۶ علیا اولی ۶ ثانیہ ۶	۱۲۳۲ ۷.۰۰%	عالیہ اولیٰ : الانعام ، الاعراف ، یونس، ہود، یوسف ، الرعد، ابراھیم ،الحجر، النحل، الاسراء، الکہف ،الملک تا الناس المرجع: الجلالین و المدارک عالیہ ثانیہ : مریم ، طہ الانبیاء، المومنون ،الفرقان، الشعراء، النحل ،القصص ،العنکبوت، الروم، لقمان، السجدہ سبا تا الاحقاف ۔ابن کثیر ،ارشاد العقل السلیم ،الفوز الکبیر (اصول تفسیر) عالیہ ثالثہ: الانفال، التوبہ، الحج ،النور، الاحزاب ،القتال، الفتح ،الحدید تا التحریم مرجع : التفسیرات الاحمدیہ، للشیخ احمد جیون، واحکام القرآن للرازی ، الاتقان للسیوطی ،عالیہ رابعہ: البقرۃ ، آل عمران ،نساء المائدہ، مرجع : ابن کثیر ، احکام القرآن للرازی ،قرطبی، بیضاوی ۔علیا اولیٰ: الکشاف سے بقرۃ، آل عمران اور المائدہ۔ نیز اعجاز القرآن للباقلانی۔ علیا ثانیہ: تفسیر آیات الاحکام ، بمراجعۃ التفاسیر وکتب الفقہ العالیہ، مبہمات القرآن

جامعہ سلفیہ بنارس	متوسطہ ثانویہ عالمیت فضیلت	۳ سال ۲ سال ۳ سال ۲ سال ۱۰ سال	۷	۱۴۰۰۰	متوسطہ دوم:ا سوم:ا ثانویہ اول:ا ثانویہ دوم:ا :ا عالمیت اول:ا دوم:ا سوم:ا فضیلت ا فضیلت دوم:×	۱۴۰۰ ۱۰٪	متوسطہ دوم: ترتیل پارہ عم اور نصف پارہ کا حفظ سوم: ترجمہ قرآن پارہ ۲۹ و ۳۰ مع حفظ نصف اول، ثانویہ اول ترجمہ از پارہ ۲۵ تا ۲۸ حفظ جز ۲۹- دوم ترجمہ پ ۱۹ تا ۲۴۔ عالمیت اول تفسیر جلالین الاعراف تا طہٰ دوم: مختصر ابن کثیر الفاتحہ تا انعام سوم: فتح القدیر جزء ۱۷ تا ۱۹ فضیلت اول: تفسیر بیضاوی سورہ البقرہ، فضیلت دوم × خارجی اوقات میں ترتیل وتحفیظ کا اہتمام ہے۔

نصاب پر ایک مجموعی نظر:

اس چارٹ پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پہلی ہی نظر میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدارس کے نصاب ونظام میں باہم کافی تفاوت ہے۔

مراحل تعلیم:

دیوبند اور اصلاح میں پرائمری کے بعد ایک ہی تعلیمی مرحلہ ہے، ندوہ اور اشرفیہ میں تین مراحل ہیں، جب کہ فلاح اور سلفیہ میں چار مراحل ہیں۔

مدت تعلیم:

دیوبند میں یومیہ ۶ر گھنٹے تعلیم ہوتی ہے، ندوہ اور سلفیہ میں ۷ر گھنٹے تعلیم ہوتی ہے جب کہ اصلاح، فلاح اور اشرفیہ میں روزانہ ۸ر گھنٹے تعلیم ہوتی ہے۔

تعلیمی دورانیہ:

دیوبند اور اصلاح کا تعلیمی دورانیہ ۸ر برسوں پر مشتمل ہے۔ سلفیہ ۱۰ر برسوں پر اور ندوہ، فلاح اور اشرفیہ کا ۱۱ر برسوں پر مشتمل ہے۔

اس طرح دیوبند پورے تعلیمی دورانیہ میں ۹۶۰۰ گھنٹیاں پڑھاتا ہے تو اشرفیہ ۱۷۶۰۰ گھنٹیاں پڑھاتا ہے جو دیوبند سے ۴۵ فی صد زیادہ ہے۔ جب کہ دونوں اداروں کی ڈگری کا نام و مرتبہ ایک ہی ہے۔

اسی طرح اگر ان مدارس میں تدریس قرآن کے لیے مخصوص اوقات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ اپنے پورے نظام الاوقات کا اشرفیہ نے 7%، فلاح نے 8%، ندوہ نے 8.44%، سلفیہ نے 10%، اصلاح نے 14% اور دیوبند نے 14.58% وقت تدریس قرآن کے لیے مخصوص کیا ہے۔ گویا تعلیمی مراحل، یومیہ نظام الاوقات اور تدریس قرآن کے لیے مخصوص اوقات کسی کا کوئی معیار مقرر نہیں ہے جب کہ تعلیمی نظام میں ان باتوں کی بہت اہمیت ہے اور ان ہی چیزوں کو چست و درست کر کے نصاب کو مؤثر و مفید بنایا جا سکتا ہے۔

تدریس قرآن کے لیے مخصوص مواد:

اوپر یہ وضاحت گزری ہے کہ عالم دین بنانے کے لیے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کم از کم تین پہلو سے ضروری ہے۔ ترتیل، تحفیظ اور تفہیم، زیر بحث مدارس کے نصاب میں اس پہلو سے بھی حیرتناک تفاوت پایا جاتا ہے۔ سب کا الگ الگ تجزیہ پیش خدمت ہے۔

ترتیل:

دیوبند نے ابتدائی دو تعلیمی برسوں میں یومیہ ایک گھنٹی ترتیل و تجوید کے لیے مخصوص کی ہے، اس کے علاوہ خارجی اوقات میں بھی اس کی تعلیم اور امتحان کا نظم ہے۔ اس طرح تعلیم قرآن کے لیے مخصوص اوقات کا 28.5% فی صد حصہ وہ اس پہلو پر صرف کرتا ہے۔ ندوہ نے ثانوی درجات کی دو کلاسوں میں یومیہ ایک گھنٹی تجوید و تحفیظ کے لیے مخصوص کی ہے اور اس میں حدر کی مشق و ضروری قواعد پڑھائے جاتے ہیں۔ اس طرح

سے تعلیم قرآن کے مخصوص اوقات کا %15 حصہ ترتیل وتجوید کے لیے مخصوص کیا ہے۔

الاصلاح کے نصاب تعلیم میں تجوید وترتیل کا کوئی ذکرنہیں ہے البتہ تجوید وترتیل کی تعلیم کا نظم ہے مگر اس کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کا امتحان ہوتا ہے۔

جامعۃ الفلاح اور جامعہ اشرفیہ کے نصاب تعلیم میں قرآن کے ضمن میں تجوید و ترتیل کا کوئی ذکرنہیں ہے۔

جامعہ سلفیہ میں خارجی اوقات میں ترتیل کی تعلیم ہوتی ہے اور اس کے نمبرات شمار کیے جاتے ہیں۔

تعلیم قرآن کا پہلا زینہ ترتیل وتجوید ہے۔ اس پہلو سے دیوبند نے تعلیم قرآن کے مخصوص اوقات کا %28 حصہ خرچ کر کے طلبہ کے اندر کافی مہارت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ندوہ نے %15 فی صد وقت لگا کر واجبی معلومات بہم پہنچانے کی سعی کی ہے۔ اصلاح نے اس کا غیر رسمی نظم کیا ہے۔ سلفیہ میں خارجی اوقات میں نظم ہے، فلاح اور اشرفیہ کے نصاب میں اس کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔

تحفیظ:

دیوبند کے نصاب میں تحفیظ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

ندوہ ثانوی کے ابتدائی درجات میں تحفیظ کا اہتمام کرتا ہے۔

اصلاح میں دوران عالمیت تحفیظ کا کوئی نظم نہیں ہے۔

فلاح کے نصاب میں اس کا کافی اہتمام ہے۔ تفہیم قرآن کے ساتھ ہر کلاس میں کچھ سورتیں یا اجزاء بھی تحفیظ کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کے نصاب میں تحفیظ کا تذکرہ نہیں ہے۔

جامعہ سلفیہ کے متوسطہ وثانویہ کے درجات میں ۲۹ ویں اور ۳۰ ویں پارہ کا حفظ کرایا جاتا ہے۔

اس طرح دیوبند، اصلاح اور اشرفیہ کے نصاب میں تحفیظ کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی ہے۔ ندوہ اور سلفیہ نے ثانوی درجات میں اس کے لیے گنجائش نکالی ہے۔ جب کہ جامعۃ الفلاح نے تفہیم قرآن کے ساتھ ساتھ تحفیظ قرآن کا بھی خاطر خواہ اہتمام کیا ہے۔

تفہیم:

تفہیم قرآن کا ہی مرحلہ اصل مرحلہ سمجھا جاتا ہے۔ مختلف نصابوں کا تقابلی مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ تفہیم کے طریقہ اور ذرائع و وسائل کے ضمن میں ہر مدرسہ کا تصور الگ الگ ہے۔

دیوبند:

نحوی و صرفی مشکلات کے حل کے ساتھ پورے قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترجمہ کرانے پر اکتفا کرتا ہے، نیز درجہ ششم میں یومیہ ۲ گھنٹیاں مخصوص کر کے جلالین شریف کی تدریس کا اہتمام کرتا ہے۔

اصول تفسیر کے ضمن میں اصول فقہ کے ساتھ الفوز الکبیر بھی پڑھائی جاتی ہے۔

ندوہ:

ندوہ کے عالمیت کے درجات میں پورے قرآن کے ترجمہ وتفسیر کا اہتمام کیا جاتا ہے ہر کلاس میں ایک، دو یا دو سے زائد معیاری ومعتبر تفسیر کی کتابیں Recommend کی گئی ہیں۔

اصول تفسیر میں الفوز الکبیر پڑھائی جاتی ہے۔

تخصص فی الشریعہ میں جن طلبا کا مادہ اختصاص تفسیر ہوتا ہے۔ ان کے لیے ڈیڑھ گھنٹیاں یومیہ تفسیر وعلوم القرآن کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔ باقی طلبہ کے لیے دیگر دینی، و ادبی وتاریخی مضامین کا نظم ہے، مگر قرآن مجید کے لیے کوئی وقت فارغ نہیں کیا گیا ہے۔

الاصلاح:

مدرسۃ الاصلاح کا نظریہ تعلیم ہی جداگانہ ہے۔ اس نے تعلیم قرآن کو اپنے نظام تعلیم کا مرکز ومحور قرار دیا ہے۔ یہاں پورے قرآن کی عالمانہ ومحققانہ تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے نصاب میں کوئی تفسیر مرجع کے طور پر Recommend نہیں کی گئی ہے۔ یہاں استاذ امام حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کے مطابق براہ راست متن قرآن پر غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے اور دوران تدبر جس طرح کے مآخذ کی ضرورت ہوتی ہے ان کی جانب رجوع کر کے مشکلات میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اساتذہ کرام اپنے وسیع وعمیق مطالعے کا نچوڑ درس میں پیش کرتے ہیں اور طلباء کی مآخذ کی جانب رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ امام فراہی کے رسائل مفردات القرآن اور اسالیب القرآن بھی شامل نصاب ہیں۔

الفلاح:

جامعۃ الفلاح کے نظریہ تعلیم میں الاصلاح کا انعکاس پایا جاتا ہے۔ یہاں بھی عالمیت وفضیلت کے درجات میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید اسی طرز پر پڑھانے کا اہتمام ہے جیسا کہ مدرسۃ الاصلاح میں ہے۔

اصول تفسیر کے ضمن میں مقدمۃ التفسیر لابن تیمیہ اور مقدمہ نظام القرآن للفراہی شامل نصاب ہے۔ جامعۃ الفلاح نے فضیلت کے نصاب میں تین گھنٹیاں یومیہ خصوصی مضامین کے لیے خاص کی ہیں۔ جن طلبہ کا خصوصی مضمون قرآن وعلوم قرآن ہوتا ہے۔ ان کے لیے تفسیر، اصول تفسیر، علوم القرآن، مناہج تفسیر، احکام القرآن، اعجاز القرآن، غرائب القرآن، تاریخ القرآن جیسے مضامین پر مشتمل ایک جامع ومتوازن نصاب ترتیب دیا گیا ہے جس سے طلبا کو قرآنیات کا خاطر خواہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔

اشرفیہ:

اشرفیہ کے عالمیت کے درجات میں پورا قرآن مجید ترجمہ وتفسیر کے ساتھ

پڑھانے کا اہتمام ہے۔ متن قرآن کے ضمن میں سورۃ الفاتحہ کا ذکر نہیں ہے مگر گمان غالب ہے کہ یہ سورہ بھی شامل نصاب ہوگی۔ مرجع کے طور پر ہر کلاس میں دو یا دو سے زائد معیاری و معتبر تفاسیر Recommend کی گئی ہیں۔

اصول تفسیر میں الفوز الکبیر والاتقان فی علوم القرآن کے منتخب مباحث شامل نصاب ہیں۔ فضیلت کے سال اول میں الکشاف سے البقرہ، آل عمران اور المائدہ نیز باقلانی کی اعجاز القرآن پڑھائی جاتی ہے اور سال دوم میں احکامی آیات کا کتب فقہ کی معیاری کتابوں کے حوالہ سے درس ہوتا ہے۔

سلفیہ:

سلفیہ کے عالمیت وفضیلت کے درجات میں پورا قرآن مجید ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور یہاں ہر کلاس میں ایک تفسیر بطور مرجع Recommend کی گئی ہے۔ اصول تفسیر کے لیے کوئی کتاب یا مواد شامل نہیں ہے۔

تجزیہ:

تفہیم قرآن کے مقصد سے جو مواد جس طرح مدارس کے نصاب میں شامل ہے، اس کا ایک جائزہ پیش کیا گیا۔ واضح طور پر اس میں کئی امور قابل توجہ ہیں۔ دیوبند تفہیم قرآن کے نام پر صرف ترجمہ قرآن پر اکتفا کرتا ہے اور تفسیر کے نام پر جلالین پڑھاتا ہے۔ قرآنی علوم پر نظر رکھنے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ عالم دین بننے کے لیے رواں ترجمہ کر لینا قطعاً کافی نہیں ہے۔ اسی طرح تفسیر جلالین اپنی کیفیت وکمیت کے لحاظ پر تفسیر قرآن کی کسی ضرورت کی تکمیل نہیں کرتی۔

ندوہ، اشرفیہ اور سلفیہ چند قدیم تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ وتفسیر پڑھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان میں بیش تر تفاسیر ضخیم اور قدیم ہیں۔ حجم کے لحاظ سے ان سے استفادہ مشکل اور قدیم ہونے کی وجہ سے ان سے معاصر تقاضوں کی تکمیل کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ جتنا مختصر وقت تدریس قرآن کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اس میں

ان عظیم القدر مراجع کا خلاصہ پیش کرنا بھی ممکن نہیں، اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ نصاب نامکمل رہ جاتا ہوگا۔ یا تفہیم کا حق پوری طرح ادا نہیں ہو پاتا ہوگا۔

اصلاح اور فلاح پر براہ راست غور وتدبر کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس کی افادیت اپنی جگہ پر مگر اس طریقہ تدریس میں مواد کے انتخاب کا تمام تر انحصار استاد کے ذوق ومزاج پر ہے، اگر استاد کے پاس مطالعہ کے لیے کافی فرصت ہو، اسے تحقیق ومطالعہ کا اچھا ذوق ہو اور وہ احساس ذمہ داری سے سرشار ہو تو بلا شبہ تدریس کا حق ادا کرسکتا ہے، بصورت دیگر اس بات کا امکان ہے کہ استاد کسی ایک کتاب پر تکیہ کرلے یا محض اپنے ذوق سے کچھ تشریحات پیش کر کے تدریس قرآن کے فریضہ سے سبکدوش ہو جائے۔

اسی طرح ان تمام نصابات میں ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ اس میں تفسیر، اصول تفسیر اور علوم قرآن کی تدریس کے لیے دیگر معاون علوم پر بہت ہی کم توجہ دی گئی ہے۔ دیوبند اور ندوہ میں الفوز الکبیر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اشرفیہ میں الفوز الکبیر کے ساتھ الاتقان کے منتخب مباحث بھی پڑھائے جاتے ہیں، اصلاح پر مولانا فراہی کے دو رسائل مفردات القرآن اور اسالیب القرآن پڑھائے جاتے ہیں (جن کا اصول تفسیر سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے) اور جامعۃ الفلاح میں مقدمہ ابن تیمیہ اور مقدمہ نظام القرآن پڑھائے جاتے ہیں۔

ان کتابوں کا اگر الگ الگ تجزیہ کیا جائے تو ان میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو تفہیم قرآن کے اصول، آداب اور دیگر ضروری جہات کا احاطہ کرتی ہوں۔ اصول تفسیر و علوم القرآن کی طرف بھرپور توجہ کے بغیر تفہیم قرآن کے محاذ پر کسی خاطر خواہ پیش رفت کی امید نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح ایک بہت زیادہ قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ اس نصاب تدریس میں قرآن مجید کو ایک زندہ جاوید کتاب اور مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت سے پڑھانے کا تصور بہت دھندلا ہے، قرآنی احکام وتعلیمات اور معاصر ضروریات اور چیلنجز کا اطمینان بخش جواب فراہم کرنے کے لیے بظاہر نصابات میں کوئی شعوری کوشش نہیں کی گئی ہے۔ جو مدارس

محض قدیم مراجع پر اکتفا کرتے ہیں ان کے یہاں تو اس کا امکان اور بھی کم ہو جاتا ہے۔

اصلاح احوال کے لیے تجاویز:

دینی مدارس میں کم از کم قرآنی تعلیم کا نظام ونصاب مثالی ہونا چاہیے، اس تجزیہ سے جو صورت حال سامنے آتی ہے اسے اچھی مثال نہیں کہا جاسکتا، ارباب مدارس و اصحاب علم ودانش کو چاہیے کہ اس صورت حال پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں اور اسے مثالی بنانے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ اصلاح احوال کے لیے چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

۱۔ اسلام اور اسلامی علوم کے سیاق میں قرآن اور تفسیر قرآن کو جو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن اس اساسی اہمیت کا انعکاس ہمارے مدارس کے نصاب تعلیم میں پوری طرح نظر نہیں آتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی علوم میں قرآن اور تفسیر قرآن کا جو مقام ومرتبہ ہے اور اس کی تدریس کے جو بنیادی تقاضے ہیں ان کا صحیح طور پر ادراک کیا جائے اور نصاب تعلیم میں اس کا وہ مقام دیا جائے جو اس کا حق ہے۔

۲۔ جس طرح حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی کتابیں ۲ بار یا ۳ بار پڑھائی جاتی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کو کم از کم دو بار پورا پڑھایا جانا چاہیے۔ ایک بار سرسری طور پر ترجمہ اور ضروری تشریحات کے ساتھ اور دوسری بار عالمانہ ومحققانہ طرز پر جدید وقدیم حوالوں کے ساتھ تدریس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ دوسری بار میں اگر پورے قرآن مجید کے لیے سبقاً سبقاً تدریس کی گنجائش نہ ہو تو منتخب سورتیں یا اجزاء کی اس طرح تعلیم ہو کہ طلبا کے اندر بقیہ مواد خود سے پڑھنے کا سلیقہ وشعور پیدا ہو جائے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں نصاب سازی کے اصول اور طریقہ سے استفادہ کیا جائے۔ اساتذہ اور ماہرین کی جماعت منتخب اجزاء کے محتویات طے کریں اور ان کے لیے موزوں مآخذ کی نشاندہی کریں اور اساتذہ کرام اس کی روشنی میں درس دیں۔

۳۔ تدریس قرآن کے جو ہمہ جہتی تقاضے ہیں، ان کو نظر انداز کرنا نقصان دہ ہے، ترتیل، تحفیظ اور تفہیم کی تدریس میں جو توازن درکار ہے، ان نصاب ہائے تعلیم میں بظاہر